

۳-۸
برای
صاحبزاده نواب مختار الملک بهادر

۱۱۶۶

مهر



مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بسم الله الرحمن الرحيم

بَدْرُ الْكَوْكَبِ فِي
رَوْضَةِ الْفَلَاحِ

الكتاب الأول في بيان أسرار الكون

مقطع من كتاب
الكتاب الأول في بيان أسرار الكون



۱۹۶۲

۳۶۲۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حکامی مکتبہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین میں اس مسئلہ میں کہ شہر کانیور میں بروز چار شنبہ ۲۹ شعبان کو بسبب آب کے رویت ہلال شہر رمضان نہیں ہوئی بعد چند روز کے حافظ عبد الغنی صاحب اور شیخ رمضان علی جمہدار نے ایک عالم کے روبرو بیان کیا کہ چھاؤنی کانیور میں ہماری ٹیٹن کے ایک سپاہی معتبر نے چشم خود بروز چار شنبہ ۲۹ شعبان کو چاند رمضان کا دیکھا اور لوگوں کو بلایا کہ دفعہ ہلال یہ میں چھپ گیا چنانچہ ہم نے اور اکثر ملازمین ٹیٹن نے اس کی شہادت پر پنجشنبہ سے روزہ رکھنا بعد اسکے اوس دیکھنے والے چاند نے خود اس عالم کے روبرو گواہی اپنی رویت ہلال کی دی اور کہا کہ میں نے ہائیتین بروز چار شنبہ ۲۹ چاند دیکھا اور روز پنجشنبہ سے میں نے اور بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور قطار ہر شخص معتبر و دیندار پابند صوم و صلوات ہو گئے شہادت مذکور سے عالم مسطور نے کہا کہ قضا ایک زمی اور پھر جسے پنجشنبہ سے روزہ نہیں رکھا واجب ہوا اور بعد گزشتہ تین دن کے اگر رویت ہلال سوال بسبب بروز غیرہ کے نہ تو بھی غلط اور عید کو بھی پس صورت مذکورہ میں قضا سے روزہ اور غلط طاعتی نہیں ہے بلکہ صحیح ہے۔

مواظبہ

صورت سولہ میں نہایت شہادت مذکورہ قضایا ایک وز کی واجب ہو اور بعد گزرتے تین دن کے اگر لالہ سوال سبب بار وغیرہ کے نظر نہ آئے تو نظر لالہ ہی اس واسطے کہ رویت بالانوار در صورت غلہ السماء بجز شخص اور عدل یا ستورہ کمال اور سطح یا شہادۃ الواحد علی شہادۃ مالک ثابت ہو جانی ہو اور حکم رمضان دیا جانا ہو اور بعد گزرتے تین دن کے اس صورت میں اگر رویت لالہ سوال سبب بار وغیرہ نہ ہو تو بھی باتفاق اکثر ثلاث یعنی امام عظم و صاحبین علیہ السلام سے نظر لالہ اور جو مطلع صاف ہو اور لالہ سوال نظر نہ آئے تو امام عمر کے نزدیک اب بھی نظر لالہ ہی ثابت کرتے نزدیک اس وقت نظر لالہ نہیں کتب معتبرہ مستندہ مفصلہ ذیل سے حکم مستفاد ہوتا ہے
فی المشکوۃ عن ابن عباس قال جاء اعرابی لابی ہللی علیہ السلام فقل انی رأیت لالہ یعنی لالہ رمضان فقل انی شہدت ان محمد رسول اللہ قال نعم قال اللہ لا الہ الا اللہ قال نعم قال اللہ ان محمد ان عبد اللہ قال نعم قال لالہ دن فلما سأل ابن عباس ما عداہ الا ابور اود و الترمذی والنسائی وابن ماجہ و الدارمی فی العالم المکیر یہ انکان بالسماء طلع شہادۃ الواحد علی لالہ رمضان مقبولۃ اذا کان عادلاً مسلماً عاقلاً بالغاً حراً کان عبداً ذکرنا کان افاقی وکذا شہادۃ الواحد علی شہادۃ الواحد و شہادۃ محمد و فی القذف بعد التوبۃ فظاہر الروایۃ حکماً و فتاویٰ تلعیناً فی الاستسوار کمال فالظاہر انہ لا تقبل شہادۃ وروی عن ابن خنیفۃ عن ابن عباس شہادۃ وروی عن ابن عباس کذا فی المحیط التنبی و فی الدر المنثور و فی باب دعوی و بلا لفظ شہد و بلا لفظ و مجلس قضاء لانہ خبر لا شہادۃ لیسومہ طلع لیسومہ و جہانہ بر عدل و مستور کمال علی ما صححہ المیزانی علی خلاف ظاہر الروایۃ کما حقاً فیما اتفقنا فیہ و لو صاموا بقول عدل ہمیشہ بخور و ہم

10

25

—



مجلس

1

3

蘇

七

155

4

۱۰

نیجی

5

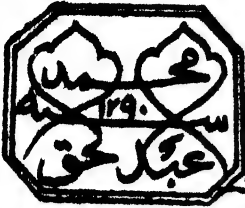
10

24

10

4

الحجۃ العظمیٰ والحبیب الخیر حرره محمد عبد الحق الدرس



من لیا اب فقد اصاب الله اعلم



پشاور




ما قاله الحبیب حق و صواب

ما حرره الفاضل احد الابراہیم صاحب الاموال محمد عبد الغفار هو اعلم المحقق لنبه بقدر العلم والعمق
المتبحر الى حرمه النان المدعو وحید الزمان عنائتہ الرحمن نعم حیدر آباد

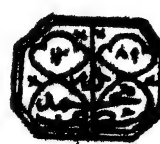
الحجۃ العظمیٰ والحبیب الخیر ایک گواہ دستور الحال کی گواہی ہلال رمضان میں بحالت اہم اتفاقاً
مقبول ہو اس حالت میں اگر ۳۰ کو بسبب لبر کے ہلال عید نظر نہ آئے تو افطار بالاتفاق حلال ہے
اور در صورت صاف ہونے مطلع کے بھی امام محمد کے نزدیک افطار درست ہے وہو الاصح خلا
لشئین مرانی الظاہ میں ہر دو اختلاف فی حل العطر ذم العن وکان بالسماع طے ولو ثبت
رمضان بشہادۃ المفرد العدل کا عدلین اتفاقاً علی تحقیق انتہی اور عصام کے کوئی
شرح وقایم میں ہر فی الحیط من شمل لائمة انه لا خلاف محمد فیما اذا کانت السماء فی شوال




متفقہ انتہی واللہ اعلم حرره الرازی عفورہ القوی ابو الحسن
محمد عبد الحق تجاوزا صدر من ذنبہ کجلی وانشی ما کن لکتمو محلہ فکری محل

فی الواقع شیخ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا سال ۱۰۰۰ ہجری میں ایک میل یا ستوا کا
 کی خبر سے ثابت ہو جاتا ہے اور اگر بعد روزہ رکعتیں دن کے بعد میل سے حالت طہ میں
 پھر طہ ہونے سے پانچ عید کا معلوم ہو تو فقہاء کے نزدیک مختار یہ ہو کہ فطر حلال ہو فی
 نور الا یضاح ولا خلاف فی حل الفطر اذا کان فی السماء حلة ولو ثبت رمضان شہادۃ
 المفرد انتہی و فی المحموی قال الشارح ولا مذہب ان یقال انکانت السماء صحیحة لا
 یفطرون وانکانت متعیمہ یفطرون انتہی اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اکثر متون میں یہ
 لکھا ہے کہ ایسی صورت میں فطر حلال نہیں ہے اور فقہاء کے نزدیک متون کے قول کے ہوتی تو
 شرع و فتاویٰ کے قول پر فتویٰ درست نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس وقت ہی جب کہ
 اس کے خلاف کی نصیح نہ ہو یا دونوں کی نصیح ہوئی ہو کمافی رد المحتار صحیح وان
 ما فی المتون مقدم علی ما فی الفتاویٰ لکن هذا عند التصریح بجمع کل من القولین اوجہ
 التصریح اصلاً اما لو ذکرک مسئلۃ فی المتون ولو بصحیح و تصحیحہا بالصحیح تصریحاً مقابلاً
 فقد فاد العلامة قاسم ترجمہ الثانی لانه تصحیح صحیح و ما فی المتون تصحیح التزانی و ما
 الصریح مقدم علی التصحیح لالتزام التزانی المتون ذکر ما هو الصحیح فی المذہب واللہ
 اعلم وحلہ اکل و آخرہ العبد المقتصر بلطف اللہ علی محمد عبد القادر 

تجاوزا زائد عن ذنبہ اعلیٰ و انھی ساکن کوئل و واقعی حالت ابرین ایک شہر مدنی استوار
 کی غمناکے رمضان کا ثابت ہو جاتا ہے اور بعد
 تیس کے اسباب حالت ابرین غمناکے شہر مدنی استوار

الجواب صحیح محمد عبد الغنی عفی عنہ 

الحق فی التایید الحسن عفی عنہ میں فیض عام کا پورہ الی و لاہ لغنی محمد علی الکافوری 

علیہما جواب محمد عبد العزیز عفی عنہ عفا اللہ عنہ

وهو قول ابی یوسف وثی غایۃ البیان ولا خلاف فی حل الفطراذ اکان بالسماح
 علیہ ولو ثبت رمضان بشهادة الفرد او بصورت معلومیة من ایی واسطی من فطر کو تحقق تجد
 زلیعی اور شریح بیاتہ اور صاحبین السائق نے الاشبه کہای اور فقہاء (الاشبه) قول راجح دریا
 اور اشبه بالنصوص وایہ اور نفی ہو کو کتے ہیں فی الحموی معنی قولہم الاشبه انما اشبه
 بالنصوص مرفایۃ والراجح رایۃ فیكون الفتوی علیہ کذا فی قضاء البرزازیہ
 اتیک بتبع کتب فقہ اسعد کتب معتدہ مذکورہ سے صراحتہ ظاہر ہوا ہر صورت مذکورہ میں
 باتفاق ائمہ ثلث فطر ملال ہو پس باوجود اس توضیح و تفسیر فقہا محققین کے یہ کہنا کہ کسی
 امام کے نزدیک فطر ملال نہیں اور حکم افطار دنیا مقام تعجب ہو منشا اسکا عدم ملاحظہ و تدبر ہی
 کلام محققین میں باقی رہا ہے کہ تخمین کے نزدیک فطر بقول واحد ثابت نہیں ہونا اور یہاں بشہادۃ
 واحد افطار کرنا لازم آتا ہر دفعہ اسکا یہ ہر کہ یہاں حکم فطر بخلاف و منشا بناسے قبول شہادت اور
 ثبوت رضایت اور صیانت قضا سے قاضی پر دیا جانا ہو نہ بقول واحد ابتدا قال فی
 غایۃ البیان وجہ قولہم ہذا کہ اذا الفطر ما ثبت بقول واحد ابتداء بل ببناء
 وبتعافک من شیئ ثبت خمنوا ولا یثبت قصدا و مثل عنہ محمد فقال ثبت الفطر
 بحکم القاضی لا بقول الواحد یعنی لما حکم فی حلال رمضان بقول الواحد ثبت فطر
 بناء علی ذلک بعد تمام ثلثین کذا فی روح المختار اور اکثر فقہانے اسج اب محمد کو ذکر
 کیا ہر اور کسی اور پر کچھ مرجع نہیں کیا بلکہ لید اس کے نظار سے کی ہر کمالہ شخصی علی الماہرین اور
 وایہ بھی سیکوت معلوم ہوتی ہر کہ جب ثبوت رمضان بخبر واحد بالاتفاق ہو اور حدیث میں ذکر
 زیادہ شرعا و عرفا نہیں ہوتا اور بعد گزشتہ شہر رمضان کے حل فطر بالاتفاق ہو پس صورت
 مذکور میں حکم فطر دنیا اور بلا وجہ جبر و شہادت مقبول اور قضا تاخیر کرنا بچہ سنی داور باقی

وایہ بھی سیکوت معلوم ہوتی ہر کہ جب ثبوت رمضان بخبر واحد بالاتفاق ہو اور حدیث میں ذکر
 زیادہ شرعا و عرفا نہیں ہوتا اور بعد گزشتہ شہر رمضان کے حل فطر بالاتفاق ہو پس صورت
 مذکور میں حکم فطر دنیا اور بلا وجہ جبر و شہادت مقبول اور قضا تاخیر کرنا بچہ سنی داور باقی

بہا یہ شبہ کہ اس صورت میں حل فطر جمعیت صوم و فطرنما ہوگا دفع ہو سکا یہ ہو کہ کس میں شیئی ثبت
 ვნما ولا یثبت قصد و لفظ اثرہ مرقومہ فی القہر کما نقلتہ سابقا فی جواب الاستفتاء
قال فخر العلماء الکرام چنانچہ شرح وقایہ میں بعد قول ماتن وبعد صوم ثلثین یوما بقول
 عدلین حل الفطر و بقول عدل لا کھا ہی اذا شہد واحد عدل بہلال رمضان
 وفي السماء حالة فصا صا ثلثین یوما لا یحل الفطر لان لفظ لا یثبت بقول واحد
اقول وقایہ او شرح وقایہ میں تصریح اسکی نہیں کہ حال غیم میں حل فطر نہیں پس تصریح اور توضیح
 فقہائے معتدین کا (حال غیم میں حل فطر بالاتفاق ہی) سارے نہیں ہو سکتا بلکہ محتمل ہی کہ یہ کلام
 حال صوم پر محمول ہو اور تقدیر عبارت یہ ہو کہ یحل الفطر لکن السماء مصحیۃ لان الفطر
 لا یثبت بقول واحد الذی ظهر غلطہ جیسا کہ ملائقہ قاضی خان وغیرہ نے اسی مسئلہ کے
 بیان میں لکھا ہے و لحدود الہلال والسماء مصحیۃ بلکہ یہ احتمال ہی ہو واسطے رفع اختلاف میں کلام
 الفقہاء اور رفع اہل العلم علی حد والحدود میں حد کا لفظ لکھا ہے یعنی کلام صدائے شریعت ہے
 اہل نہیں ہو سکتا کہ حال غیم میں شیخین شکر دیک حل فطر نہیں لاندہ اذ اجاء الاحوال البطل
 الاستدلال فافہم **قال** فخر العلماء الکرام اور یہی ثابت ہوتا ہو درغنا ما وراو سکتے ہیں
اقول متن درغنا سے البتہ یہ امر ثابت ہوتا ہو کہ حال غیم میں اختلاف اثر حل فطر میں ہو لکن
 صاحب درغنا نے اسکی تضعیف کی ہے اولاً نسبت اثر قول کی من کے جانب بھی حیث قال
 لا یحل علی المذہب خلاف الوجود کذا ذکرہ المصنف ثانیاً استدراک ہو گیا لکن قول اہل
 عن الذخیرۃ انہ ان غم ہلال الفطر حل اتفاقاً ثانیاً اسکی تائید قول محقق زینی سے کی اور کہا
 وقال فی بعضی الامتنبہ ان غم حل لا لا پس اس سے معلوم ہوتا ہو کہ غمنا صاحب درغنا
 خلاف قول ماتن ہو درغنا سے استدلال محتمل و عجب ہو **قال** بعض الافاضل اس صورت

عید و اظہار صوم ہرگز کرنا چاہیے اس لیے کہ ایسی صورت میں اظہار کرنا صرف ایک روایت
امام محمد کی ہے جو متون میں اختیار نہیں کی گئی متون میں علی الاطلاق عدم فطر کا حکم لکھا ہے اور ادوی
صاحب و دیگر نے علی الذہب فرمایا ہے اقول غرض مقرر ہے کہ وہاں شریعت و قیاس ہدایہ و غیرہ
متون میں مطلق الاطلاق لفظ لکھا ہے اور مقید بحال صحیح نہیں لکھا اور فقہاء کے نزدیک مقرر ہے کہ ان
ما فی المتون مقدم علی ما فی الشرح و ما فی الشرح مقدم علی ما فی الفتاویٰ قطب شاہ قوی شہادت
ہے اس کے نین جواب بن جواب اول صدر الشریعہ اور صاحب ہدایہ وغیرہ نے علی الاطلاق
لا یجوز الفطر فرمایا ہے اور مقید بقید اطلاق بھی نہیں کیا یعنی لا یجوز الفطر مطلقاً لا یجوز
الفطر سواء كانت السماء معصية أم هي غير معصية نہیں کہا پس ممکن ہے کہ کلام مطلق کا مقید حال صحیح
جیسا کہ اکثر فقہائے مستندین کے کلام میں خصوصاً روایت حسن علی الامام میں واقع ہے معمول
کیا جاوے اور جب امکان جمع تطبیق میں کلام الفقہاء ہو تو تطبیق کرنا چاہیے تاکہ ترک عمل یا حدیثی ترک
نہی و احکام علی شریعت نیت اصلی بن فرقہ میں الجمع متبعین عند الامکان ادا ادا ارا العلم بینه
و بین اھل المال باحدھا بالکلیۃ اور جب حال صحیح میں اختلاف ثابت ہو تو بالضرور
حال غیر میں اتفاق نہ ہوگا اس لیے کہ اختلاف امام محمد بالاتفاق مسلم و جس عبارات طائفہ متون کے
سند و احتجاج اس پر نہیں ہو سکتا ہے کہ حال غیر میں فطر ہرگز کرنا چاہیے کہ خلاف مذہب نہیں ہو سکتا
علی اولی النہی اور اگر یہ غرض نہ ہو کہ تطبیق کلام فقہاء اس طرح بھی ممکن ہے کہ کلام مقید بحال صحیح کو مطلق پر
عمل کیا جاوے اور کہہ سکاوے فید و السماء معصية فید اتفاقاً ہے نہ احترازی و منع اس کا ہے ہر کہ
ہے تو جہت خلاف نص پر محققین مثل شمس اللامہ و علاء طحاوی تو صاحب عراقی الفلانی و غایت البیان وغیرہ
کما فصلناہ سابقا ہوگی پس رفع اختلاف بین کلام الفقہاء و محققین نہ ہوگا اور شبہ نہ ہو کہ تو جہت اول
خلاف نص پر صاحب جامع الرموز اور نور البصائر ہی اوسط ہے کہ کلام صاحب جامع الرموز خلاف

نصیح فقہاء متقدمین و متاخرین اور خلافت قول مختار علمائے متقدمین و متاخرین کا ہونا ہے جو
 الاستفتاء پس مخالفت قول مرجع وغیرہ میں ہر کی کچھ مضائقہ نہیں جواب ثانی برقیہ
 تسلیم عدم الجمع والتوفیق بہ جواب ہر کہ تقدیم مافی المتون علی الشرح وغیرہ علی الاطلاق نہیں بلکہ
 جب اس کے خلاف کی نصیح بالصحیح شرح وغیرہ میں ہوا اور فیما بین میں اختلاف قیام و متون کی
 نصیح شرح و فتاویٰ میں موجود ہر کہا صریحی جواب الاستفتاء لایکون مافی المتون مقدما
 علی مافی الشرح فی رد المحتار صرحوا بان مافی المتون مقدم علی مافی الشرح وما
 فالشرح مقدم علی الفتاویٰ لکن هذا عند التصریح تصحیح کل من القوالی و عدم التصریح
 صلا اما اللود کرت مسئلۃ فی المتون ولو بصیرحوا تصحیحہا بل صرحوا بتصریح مقابلا بقصد
 افاد العلامة قائم ترجیح الثانی لانه تصحیح صریح مافی المتون تصحیح التاری و تصحیح
 الصریح مقدم علی تصحیح الاثر والزام المتون ذکر ما هو اصح فی المذہب لانی
 جواب ثالث مافی المتون جو مقدم ہو اور ان متون سے مختصات حذاق ائمہ اور کہا
 فقہاء اہل کے ہیں مانند ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور قدوسی وغیرہ و قایہ او کثر اور
 نقایہ وغیرہ بقال لفاضل ہارون بن بہاء الدین المرجانی الحنفی فی ناظرۃ الحق اما المختصات
 التي صنفها حذاق الائمة والفقهاء الاجلۃ کابی جعفر الطحاوی ابی الحسن الکرخی
 والحاکم الشہید الذری والی الحسن القدوسی ومن فی ہذا الطبقة من علماء ماخری و غیرہ
 لضبط اقوال صاحب المذہب و جمع فتاواہ المرویۃ عنہ ومن ذلک اشہر المتون
 کالنصوص ابنہ متقدمة علی مافی الشرح وافیہا علی الفتاویٰ لیس المراد من المتون
 الا مختصات هؤلاء من خدایا لائمة والفقہاء الاجلۃ قاما المختصات التي جمعها
 المتأخرون کالوقایہ والکنز والنقایہ وغیرہ مافی الشرح و انما نزل علماء صاحبین

وفضلاء كاهن يسوع من الملائكة من الثقة والفقاهة مع خلق كلامهم من الحجة
والاستناد وعدم سلامته عن نوع تغير وخلط وتصرف في التعبير انتهى ملخصا كذا
في المنازع الكبير قال بعض الأفاضل خزانة المفتين من الكهاب وإذا صاموا ثلثين يوما
بشهادة الواحد ولم يروا هلال الشوال لم يفتروا حتى يصوموا يوما آخر لأنهم لو افطروا
لا فطروا بشهادة الواحد وشهادة الواحد لا تصلح حجة في الفرائض انتهى أقول خزانة المفتين
من بعد اسكايك سلمه اور لكها بر او كوفيد بحال صحر كبر حيث قال الله بليلة تراها
هلال رمضان وصاموا تسعا وعشرين يوما فشهد جماعة في اليوم التاسع والعشرين
ان اهل بلد كذا راوا هلال رمضان في ليلة كذا اقبلكم ليوم فصلوا وهذا اليوم
يوم الثلثين من رمضان فلم يروا الهلال في تلك الليلة واسماء صحفية لا يباح
الغطر غدا ولا تترك التراويح في هذه الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا بالرواية
على شهادة غيرهم وانما حكموا رمية غيرهم فلا يلتفت الى قولهم انتهى انظر
غائر وكيفن قايك كبر صاحب خزانة المفتين كترديك اس سلمه من جسيم كبر ثبوت رمضان
برويت بل الخ بشادات على الشهادة برفق ببحا كيت رويت غيري عدم افطار بحال صحر كبر
تو در صورت كبر ثبوت رمضان بشادات مقبولة واحد مل هو عدم مل افطار من اعتبار قيد
صحر كبر هو كورنه ترجع بلا مرجح بل كترجى مرجح لازم او كبر بس ضرر كبر كبر عبات مطلق او كبر
او كبر محمول عبات مقيد ثانيا بر هو اور تقدير كلام بر هو ولهم روا هلال شوال اسماء
مصحفة لم يفتروا حتى يصوموا يوما آخر لانهم لو افطروا لا فطروا بشهادة الواحد
الذي ظهر غلطه الخ فلا يكون عبارة خزانة المفتين حجة للمعارض بل عليه فخذ
قال بعض الأفاضل في الواقع تطبيق تو مل كاشيوه پسند بره بر ليكن كبر مقيد كبر مل

مطلق کی تفسیر جب کہ جاتی ہو کہ وہ یقینی دلیل قطعی سے ثابت ہوا ہو گا ثبوت قوی اور اطلاق
کا ثبوت ضعیف یا کسی علم قطعی کے منافی یا اور ضرورت داعی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ تطبیق نہیں
بلکہ تعلق ہو نفس ہو اقول یقینی عدم حل فطر بحال صحیحہ نہیں ملا عند محمد دلیل قطعی کلام
فقہائے متقدمین سے ثابت ہو عن شمس لائمه ان خلاف محمد فیما اذا المرء واهل الہلال
والسماء صحیۃ فعندہما لا یفطرون وعند محمد یفطرون صحیۃ ہونی و الاحتیاط
بان المصرح بہ فی الذخیرۃ و کذا فی المعراج عن المجتہدان حل الفطر ہنا حل فاق و
انما الخلاف فیما اذا المرء و لہ و الہلال فعندہما لا یجوز الفطر عند محمد یقول کہ قال
شمس لائمه الحلوانی و حررہ الشرح ہلالی فی الامداد و فی فتاوی قاضی خان
و لہ و الہلال و السماء صحیۃ ذکر بان علی قول ابی حنیفہ لا یفطرون و عن محمد
انہم یفطرون و بہ اخذ نصیرین نجیہ و فی مرآۃ الفلاح و لا خلاف فی حل الفطر اذا تم
العدہ و کان بالسماء حلہ و لو و صلیۃ ثبت رمضان بشہادۃ الغزہ العدل کالعدہ
اتفاقا علی تحقیق و فی حاشیۃ للعلامۃ الطحاوی و مقابلہ تحقیق حل الفطر بشہادۃ
الواحد قول محمد صاحب مرآۃ الفلاح اور علامہ طحاوی کے کلام سے ظاہر ہو کہ حال علامہ
بین حل فطر بلا خلاف اتفاقا علی تحقیق ہو اور یہ قول کہ اس حال میں فقط امام محمد کے نزدیک حل فطر
ہو غیر تحقیق ہو پس ضروری ہو کہ حال صحیح میں اختلاف لائمه ہو اس واسطے کہ اختلاف لائمه اس مسئلہ میں
مسلم بالاتفاق ہو و فی کثر البیان للشیخ المصطفیٰ فاذا تم العدہ بشہادۃ فرد و لم یزل
شواہد و السماء صحیۃ لا یجوز الفطر و اما الحسن عن الامام و هو قول ابی یوسف
پس بغایت حسن بن زیاد عن الامام اور قول شمس لائمه اور صاحب فیخیرہ اور معراج کہ نقلہما
العلامۃ الشامی اور محقق قاضی خان و غیر ہم ثبوت اس بقید مذکور کے واسطے دلیل قطعی ہیں

در فرائض
سنہ ۱۰۲۰
ستہ صحت
فطر ہر شخص
مذکور میں
اتفاق ہے
کیا ہو علامہ
مطہوی
سے لکھا
اور ساری
ہر ایک کا
قولہ و قول
فطر اور
حل و غیر
بالاتفاق
تعلق نہیں

اور اسی سے تقویت ملے گی اور ظاہر ہو گا کہ لائینی بانی رہی ضرورت تطبیق و ہمچند وجہ ہے اولاً لائینی
حسن میں اللہ کو صاحب ایسا نہیں الخفاقی نے بلا قید و السہامیہ ذکر کیا ہے اور موقوف شیخ
مصطفیٰ نے بقید بقید و السہامیہ بیان کیا ہے اور تطبیق جمع دونوں روایتوں کا ممکن ہے کہ مطلق
کو بقید پر مل گیا جاوے پس کلام علیہ صلی وغیرہ الجمع متین عند الاسکان اذ لا امل بینہ و بین
احد امل اللہ باحد ہاں الکیہ و دونوں روایتوں میں تطبیق جمع محمل مطلق علی بقید ضرور کرنا چاہیے
تا ہمار علی حدی الروتین اجمال حدیہ لازم ہے کہ اولاً جو ظاہر عبارت مطلقہ عدم حمل افطار ہر ایہ حقیر
کا ماخذ وہی ہے روایت حسن کے میں بھی محمول بقید پر ہوگی تا نیا در صورت عدم تطبیق اختیار نہ کرنا
میں کلام الحقین مع اسکان جمع لازم ہو گا وہو غیر محمول ذائق بصورت عدم توفیق اجمال حد
القولین بلا ضرورہ لازم آوے گا وہو محمول را بجا جب جمادات ثقات مقولہ جواب تنقاس
بخوبی ثابت ہوا کہ حل خطر کمال فیم بالاتفاق عند التحقيق ہے اور مختار علماء متین یہی ہے کہ حال
ضمیر میں غلطہ شباخی یعنی راجع روایا و اقوی را ہے اور مثنیٰ ہے کہ حقیقہ الحق الرلیلی والعلامہ طوطا
پس اس وقت اگر قول صاحب شرح وقایہ و ہدایہ و خزائن الحقین کو محمول بجال صحیح کیا جاوے تو لازم
آوے گا کہ ان فقہا مستدین نے قول غیر تحقیق اور مرجع غیر منفی کو اختیار کیا ہو مستبعد عن شانہم
خاصہ تحقیق علامہ قاضی خان نے اس سلسلہ کو اولاً مطلق بیان کیا بعد اس کے اوسے بقید کیوں السہامی
مصیبتہ فرمایا پس مطلق کو بقید پر محمول کرنا چاہیے ورنہ ایک ہی محقق کے کلام میں منافات لازم
ہوگی الغرض جن فقہانے اس اختلاف ائمہ کو سائلہ کو ذہن علی لاطلاق بیان کیا ہے نوجیہ او کے
کلام کی تطبیق مطلق علی بقید ممکن ہے اس لیے کہ انہوں نے اپنے کلام کو بقید بقید مطلق
نہیں کیا ہے و احد مع امکان الجمع وفاق بہر طوطا ہے شقاق سے کمال لائینی علیٰ انہیضہ اندک
الی البال و السلام حقیقہ اجمال اور اگر تطبیق اتفاق کلام فقہاء تسلیم کیا جاوے جب بھی مضر

ہمارے مقصود کو نہیں اسلئے کہ مقصود بھی تھا کہ صورت سولہ میں محل فطر اتفاق ائمہ ثلاثہ
 جیسا کہ کتب فقہ میں صحیح ہے مراد اس سے اتفاق جملہ فقہانہ تھا بلکہ وہ اتفاق تھا جو کتب فقہ میں
 صحیح ہے اور وہ اتفاق ائمہ ثلاثہ ہی تھا اتفاق کتب فقہاء اور پھر بقول محقق و راجح و مفتی جہاں
 ثقات منقولہ سے ثابت ہو گیا قال بعض الافاضل و راجع الرموز میں ہے و بعد صوم ثلاثین
 بقول عدل احد لا یجوز الفطر الا اذا صاموا یوم اخر سوا تغیر السماء فی النواذین ان
 وقال محمد لو تغیر السماء فی محل الفطر اقول بلاشبہ اس کلام صاحب جامع الرموز اور اس طرح
 کلام صاحب تنویر الابصار و بحر اوقیظ ظاہر ہوتا ہے کہ حال غیم میں شیخین کے نزدیک فطر حلال
 نہیں مگر قول ان فقہاء کا معارض تصریحات اہل فقہائے متفقین کا لایا مثل شمس المائے اور صاحب
 ذخیرہ کہ انقلد ابن الکمال و محقق قاضی خان کہ طبقہ ثالثہ فقہائے عظام سے ہیں اور علامہ شرنبلالی
 اور صاحب مرآۃ الفلاح و نور الابصار و آملہ الفلاح و معراج کا اور فقہار متفق محدث ربیع و نصیر شرنبلالی
 و شیخ مصطفیٰ بن عبد اللہ و غیرہم کا اور خصوصاً روایت حسن علی الملام کا کا ذکر وہی کفر البیان
 ہرگز نہیں ہو سکتا معند علامہ مططاوی نے حاشیہ مرآۃ الفلاح میں تصریح لکھا ہے قوله اتفاقاً
 علی التحقیق یرجع الی شہادۃ الفرد العدل و مقابل التحقیق ان محل الفطر بشہادۃ الفرد هذا قول
 محمدی اور قول صاحب تنویر الابصار کا استدلال و تضعیف خود در مختار میں موجود ہے پس بنا بر تحقیق
 اہل فقہاء قول صاحب جامع الرموز و غیرہ قول غیر محقق و مرجوح و غیر مفتی بہ ہو گا فلا یصلح للافتاء
 مکملہ یحقی علی ولی النہی قال بعض الافاضل اور صاحب مختار نے جو ذخیرہ سے علت فطر
 پر صورت مذکور میں اتفاق نقل کیا ہے علامہ مططاوی نے گویا او سکار دیکھا ہے کہ لکھا ہے قوله
 و غم حلال الفطر الواو للحال و قد یہ کہ اجل قوله خلافاً للحد کان خلافاً انما هو ضمیم
 علامہ شامی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے قید بجا نہیں محل اختلاف جب بغیرہ کی عبارت اتفاقاً

ان عادلین کی شہادت سے مقبول اور ثابت نہ ہوئی تو اس روایت پر فتویٰ دینا نہ چاہیے
 اقول علامہ مطاویٰ اور شامی کے قول کو رد قول ذخیرہ بہمن مقام محب ہوا سوا کے ملائ
 مطاویٰ اور شامی نے یہ قول الواو للحال الخ بشیخ تنویر الابصار لکھ کے تصنیف کی نقل قول
 شمس اللہ علیہ الرحمہ اور اعتبار صاحب نور الایضاح اور اعداد القیم اور معراج علیہ السلام کی نقل کی ہو
 خود مختار علامہ مطاویٰ اور شامی موافق قول صاحب ذخیرہ منقول بن کمال ہو جیسا کہ ملاحظہ ہو
 اور مطاویٰ اور حاشیہ عراقی بالفلاح سے ظاہر ہو اور عبارات کی سابق مذکور ہو بین فلا یغید
 خوف الا لاطناب پس منشا اس توہم کا عدم تدبر فقط اور اسی تقریر سے ثابت ہو کہ ان عادلین
 کی شہادت ذخیرہ کی عبارت اتفاقی کی صحت و نتیجہ پر جو نہ برعکس ہے صورت مذکورہ میں جہل
 راجع حل نظر اتفاق نہ ثلاث ہو اور یہی مذہب مختار اکثر فقہائے متعین ہو کا عرفت اقطار پر
 احتیاط فتویٰ ضرور دینا چاہیے تاکہ صوم یوم عید نہی عنہ لازم نہ آوے جان حال صومین فقط قول
 امام محمد پر نظر حلال ہو اگر بقول امام محمد کو صبح لکھا ہو لاکر احتیاط حکم ظاہر نہ دیتا چاہیے اس لئے ملاحظہ
 غلط راہی ہلال رمضان کے اور تاکہ خروج عن العمدہ بالیقین ہو چکا اور شاید کہ کسی حاراد اولیٰ
 کی ہوگی جنہوں نے لکھا ہو و عندہما لا یحل العطل احتیاطاً فتدبر قال بعض العلماء او اگر مطلع
 صاف ہو تو بالاتفاق فقط کرنا چاہیے کیونکہ باوجود صفائی مطلع اور نہایت صیانت میں کے ہلال
 منظر نہ آیا و خطاے رانی اولیٰ بالیقین معلوم ہوگا اقول (در صورت مطلع صاف و عینک باقفا
 فقط کرنا چاہیے) یکم کسی کتاب معتدین طرہ مذکور نہیں ورنہ ادعی غلبہ البیان بلکہ خلاف تحقیق ہے
 متعین شمس اللہ و علامہ قاضیان مطاویٰ شامی صاحب فی الفلاح و تذہیبان شمس اللہ
 و تنویر الایضاح و ہایہ شرح و قایہ و ذخیرہ لکھ کر مفصلاً مدعی نے کوئی دلیل صحیح نہیں پیش کی کہ ان
 مفہوم مخالف عبارت منقولہ ہوئی تو یہاں ابصار سے استدلال کیا ہو اور یہ صحیح نہیں اس لئے کہ مفہوم

در صورت مطلع صاف و عینک باقفا
 فقط کرنا چاہیے
 یکم کسی کتاب معتدین طرہ مذکور نہیں ورنہ ادعی غلبہ البیان بلکہ خلاف تحقیق ہے
 متعین شمس اللہ و علامہ قاضیان مطاویٰ شامی صاحب فی الفلاح و تذہیبان شمس اللہ
 و تنویر الایضاح و ہایہ شرح و قایہ و ذخیرہ لکھ کر مفصلاً مدعی نے کوئی دلیل صحیح نہیں پیش کی کہ ان

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

اور اس قدر شک کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یجوشون بہ ہولاً یقتضی بہما ہل ضل
 علی لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للمواحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولاً یہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا بقول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضل او ہوا مطلقاً ثانیاً اگر
 مذکورہ مطلقاً ہو تو متوفی اکثر مسائل فقہیین فتویٰ قول امام پر نہیں بلکہ ہکا لا
 یخفی علی من ظلم المسائل الفقہ لا یسأل المسائل البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح ترجیح او کی خلاف قول شیخ
 بجا آئے ہیں یہ موجود کہ تفری و التمازونی فتاویٰ امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصرح احد من المشائخ بان الفتویٰ علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاویٰ قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شہدہ الخیر الرطبی و ما معنا ہا ان الملقی حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاویٰ
 قبل انہما و انما وفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شکنا فتواہم لا خیر
 انما انتہی قال یحسن لہما اور جو نہیں کو در ہوا ہوا اقول جب کہ ہر

میں نے اس قدر شک کیا کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یجوشون بہ ہولاً یقتضی بہما ہل ضل
 علی لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للمواحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولاً یہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا بقول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضل او ہوا مطلقاً ثانیاً اگر
 مذکورہ مطلقاً ہو تو متوفی اکثر مسائل فقہیین فتویٰ قول امام پر نہیں بلکہ ہکا لا
 یخفی علی من ظلم المسائل الفقہ لا یسأل المسائل البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح ترجیح او کی خلاف قول شیخ
 بجا آئے ہیں یہ موجود کہ تفری و التمازونی فتاویٰ امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصرح احد من المشائخ بان الفتویٰ علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاویٰ قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شہدہ الخیر الرطبی و ما معنا ہا ان الملقی حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاویٰ
 قبل انہما و انما وفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شکنا فتواہم لا خیر
 انما انتہی قال یحسن لہما اور جو نہیں کو در ہوا ہوا اقول جب کہ ہر

اور اس قدر شک کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یجوشون بہ ہولاً یقتضی بہما ہل ضل
 علی لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للمواحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولاً یہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا بقول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضل او ہوا مطلقاً ثانیاً اگر
 مذکورہ مطلقاً ہو تو متوفی اکثر مسائل فقہیین فتویٰ قول امام پر نہیں بلکہ ہکا لا
 یخفی علی من ظلم المسائل الفقہ لا یسأل المسائل البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح ترجیح او کی خلاف قول شیخ
 بجا آئے ہیں یہ موجود کہ تفری و التمازونی فتاویٰ امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصرح احد من المشائخ بان الفتویٰ علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاویٰ قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شہدہ الخیر الرطبی و ما معنا ہا ان الملقی حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاویٰ
 قبل انہما و انما وفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شکنا فتواہم لا خیر
 انما انتہی قال یحسن لہما اور جو نہیں کو در ہوا ہوا اقول جب کہ ہر

دھوکا نہیں ہو جاوے اس تقاضات منقولہ جواب انتفا سے صاف ظاہر ہو کر ہمیشہ کا
 جواب خلاف تحقیق فقہاء سے مستندین ہو گا ذکر نہ کرنا۔ ایسا قافہم و انصف و کا
 تتبع الہوتی قال بعض العلماء انہم یقولون ان مخالف ہو اقول مخالفت
 ہمیں بول قول تو یہ الا بصار سے جس کا استدراک تضعیف خود صاحب نے مختار
 اور علامہ طحاوی اور شاخی نے بیان کیا ہو اور یہ طبع شل اس کے سے قریب
 خصوصاً جو حق کہ متفق طحاوی اس قول کو مقابل ہو مخالف محض کہ بعض مخالف
 متفق ہو اور یہ بھی نتیجہ ہے کہ ہمیشہ ثنائی و ثالثی اختیار کی ہو قال بعض العلماء طحاوی
 اور درمناز اور درمناز سے تو کلمہ حصرانہ الخلاف فیہ محل خلاف صورت تنہا
 دیا ہو اقول یہ معترض کا مغالطہ اور دھوکا ہو درمناز میں کوئی کلمہ حصر نہ ہو نہیں
 درمناز میں اس کے خلاف پر کلمہ حصر و ان الخلاف اذ لریغ موجود ہو ان طحاوی میں
 بشرح قول تو یہ الا بصار و غم حلال الفصل یہ لکھا ہوا والو الحال و قید یہ لاجل
 حق الامتلاط الحکام ان خلافہ انما ہو فیہ اور بعد اس کے اس قول کی تضعیف
 بنقل علی عن شمس الامہ و اختیار صاحب فی الايضاح و اماد الفتح کی ہو اور مختار
 دونوں متقون کو ہی ہو کہ مخالف جمیع اتفاق ہو گا ذکر نہ کرنا قال بعض العلماء
 بان البتہ شمس الامہ محل خلاف بر خلاف سبب صورت صورتی ہیں و طحاوی
 بعید کی سر رہا نہیں لزوم نسبتہ الخفاۃ و الخفاۃ الخفاۃ و الخفاۃ و الخفاۃ
 اقول یہ قول شمس الامہ کا ہوتا ہی نہیں بلکہ وہ اتفاق ان ثلاث حال غیر میں ہو

مخالف ہو اقول مخالفت
 ہمیں بول قول تو یہ الا بصار سے جس کا استدراک تضعیف خود صاحب نے مختار
 اور علامہ طحاوی اور شاخی نے بیان کیا ہو اور یہ طبع شل اس کے سے قریب
 خصوصاً جو حق کہ متفق طحاوی اس قول کو مقابل ہو مخالف محض کہ بعض مخالف
 متفق ہو اور یہ بھی نتیجہ ہے کہ ہمیشہ ثنائی و ثالثی اختیار کی ہو قال بعض العلماء طحاوی
 اور درمناز اور درمناز سے تو کلمہ حصرانہ الخلاف فیہ محل خلاف صورت تنہا
 دیا ہو اقول یہ معترض کا مغالطہ اور دھوکا ہو درمناز میں کوئی کلمہ حصر نہ ہو نہیں
 درمناز میں اس کے خلاف پر کلمہ حصر و ان الخلاف اذ لریغ موجود ہو ان طحاوی میں
 بشرح قول تو یہ الا بصار و غم حلال الفصل یہ لکھا ہوا والو الحال و قید یہ لاجل
 حق الامتلاط الحکام ان خلافہ انما ہو فیہ اور بعد اس کے اس قول کی تضعیف
 بنقل علی عن شمس الامہ و اختیار صاحب فی الايضاح و اماد الفتح کی ہو اور مختار
 دونوں متقون کو ہی ہو کہ مخالف جمیع اتفاق ہو گا ذکر نہ کرنا قال بعض العلماء
 بان البتہ شمس الامہ محل خلاف بر خلاف سبب صورت صورتی ہیں و طحاوی
 بعید کی سر رہا نہیں لزوم نسبتہ الخفاۃ و الخفاۃ الخفاۃ و الخفاۃ و الخفاۃ و الخفاۃ
 اقول یہ قول شمس الامہ کا ہوتا ہی نہیں بلکہ وہ اتفاق ان ثلاث حال غیر میں ہو

مخالف ہو اقول مخالفت
 ہمیں بول قول تو یہ الا بصار سے جس کا استدراک تضعیف خود صاحب نے مختار
 اور علامہ طحاوی اور شاخی نے بیان کیا ہو اور یہ طبع شل اس کے سے قریب
 خصوصاً جو حق کہ متفق طحاوی اس قول کو مقابل ہو مخالف محض کہ بعض مخالف
 متفق ہو اور یہ بھی نتیجہ ہے کہ ہمیشہ ثنائی و ثالثی اختیار کی ہو قال بعض العلماء طحاوی
 اور درمناز اور درمناز سے تو کلمہ حصرانہ الخلاف فیہ محل خلاف صورت تنہا
 دیا ہو اقول یہ معترض کا مغالطہ اور دھوکا ہو درمناز میں کوئی کلمہ حصر نہ ہو نہیں
 درمناز میں اس کے خلاف پر کلمہ حصر و ان الخلاف اذ لریغ موجود ہو ان طحاوی میں
 بشرح قول تو یہ الا بصار و غم حلال الفصل یہ لکھا ہوا والو الحال و قید یہ لاجل
 حق الامتلاط الحکام ان خلافہ انما ہو فیہ اور بعد اس کے اس قول کی تضعیف
 بنقل علی عن شمس الامہ و اختیار صاحب فی الايضاح و اماد الفتح کی ہو اور مختار
 دونوں متقون کو ہی ہو کہ مخالف جمیع اتفاق ہو گا ذکر نہ کرنا قال بعض العلماء
 بان البتہ شمس الامہ محل خلاف بر خلاف سبب صورت صورتی ہیں و طحاوی
 بعید کی سر رہا نہیں لزوم نسبتہ الخفاۃ و الخفاۃ الخفاۃ و الخفاۃ و الخفاۃ و الخفاۃ
 اقول یہ قول شمس الامہ کا ہوتا ہی نہیں بلکہ وہ اتفاق ان ثلاث حال غیر میں ہو

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہ میں معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپر فرد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم ثمالیٰ سبب ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان و مرقی الفلاح و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ ثانیاً و ثلثاً
 پر میں اکثر محققین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 لکھا تو قول راجح و مختار ہوا ثانیاً بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہ سکتا ہو کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جس کو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا و تمام فقہانے اختیار نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولاً انہما قول ذخیرہ والے
 نے نقل لاکثر نہیں لکھا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کما مر
 قال اور جب مجیب نہیں اول سے ہوا انہما قول منشا جب عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ حل غلط اتفاقاً علی التبع بقول راجح ثابت ہوا
 اور شبہ بالحق شمر ایسا باطل مذکور خلاف احتیاط ہو کہ ملایا کتاب صوم منہی عنہ

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہ میں معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپر فرد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم ثمالیٰ سبب ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان و مرقی الفلاح و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ ثانیاً و ثلثاً
 پر میں اکثر محققین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 لکھا تو قول راجح و مختار ہوا ثانیاً بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہ سکتا ہو کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جس کو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا و تمام فقہانے اختیار نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولاً انہما قول ذخیرہ والے
 نے نقل لاکثر نہیں لکھا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کما مر
 قال اور جب مجیب نہیں اول سے ہوا انہما قول منشا جب عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ حل غلط اتفاقاً علی التبع بقول راجح ثابت ہوا
 اور شبہ بالحق شمر ایسا باطل مذکور خلاف احتیاط ہو کہ ملایا کتاب صوم منہی عنہ

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہ میں معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپر فرد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم ثمالیٰ سبب ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان و مرقی الفلاح و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ ثانیاً و ثلثاً
 پر میں اکثر محققین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 لکھا تو قول راجح و مختار ہوا ثانیاً بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہ سکتا ہو کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جس کو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا و تمام فقہانے اختیار نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولاً انہما قول ذخیرہ والے
 نے نقل لاکثر نہیں لکھا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کما مر
 قال اور جب مجیب نہیں اول سے ہوا انہما قول منشا جب عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ حل غلط اتفاقاً علی التبع بقول راجح ثابت ہوا
 اور شبہ بالحق شمر ایسا باطل مذکور خلاف احتیاط ہو کہ ملایا کتاب صوم منہی عنہ

کا ہوا اور خیال ترک و زہد عرض قبول مقابل تحقیق و غیر شبہ بہن پر خلا کیوں
 معارضہ کا کلام لا محیفہ قال بعض العلماء عجیب ہو کہ جب ثابت ہو کہ اکثر حمل خلاف
 صورت تعلیم قرار دیتے ہیں اقول ہوا اکثر ہے اگر اکثر موعوم معترض ہیں تو یہ قول
 غلط فہمیشہ ہر دو حقیقت وہ ایک شیخ الاسلام ہر نہ اکثر اور اگر اور فقہاء میں تو وہ
 اکثر نہیں بلکہ اقل ہیں معترض نے اس دعوے پر کہاں صحوین بالاتفاق افطار
 فکر کیا چاہیے جہاں اس کتاب کی کہیں اشتباہ خموی عن الذخیرہ جامع الرموز توبہ الیہ
 رد مختار طحاوی فقط شبہا میں بیسأله علی الاطلاق ہر نہ متعذر بحال صوفیہ لہجہ
 بل علیہ خموی میں یہ قول ذخیرہ عن شیخ الاسلام شمس لائے نقل کیا ہوا اور توجہ کیسی
 بیان نہیں کی توبہ لا ابصار کا اسناد را کہ خود صاحب نے مختار نے کیا ہوا دوحہ
 و طحاوی میں خلاف دعوی معترض مرقوم ہر اب فقط قول صاحب جامع الرموز بقی
 رہا او میں صراحت حال صحوین اتفاق مذکور نہیں المعرض دعوی مذکور پر معترض کوئی دلیل
 صریح و مطابقی بیان نہ کر سکا و اقلہ خلاف وہو خلاف تصریحات القوم قال
 سبحان عدہ علامہ اتنا نہیں سمجھتے کہ استاد علامہ نے جواب جبریل نزل لکھا تھا
 والا جواب لہ ہی تھا کہ قول عدل و بیت اہل میں شرط ہی ہو یہ مقود فیما لم یضیہ
 کما لا یخفی اقول اولاً استاد علامہ نے جواب میں یہ کی طرح کا اشارہ
 طرف نزل کے نہیں کیا اور شہادت مذکورہ پر کچھ بحث نہیں کی پھر جواب اول
 اہم فی اہل الشاہد کہ جو ٹکڑا تھا تاہنا یہ توجیہ القول بالایضیٰ بحالہ ہر استاد علامہ

حق تعالیٰ
 معارضہ کا کلام لا محیفہ قال بعض العلماء عجیب ہو کہ جب ثابت ہو کہ اکثر حمل خلاف
 صورت تعلیم قرار دیتے ہیں اقول ہوا اکثر ہے اگر اکثر موعوم معترض ہیں تو یہ قول
 غلط فہمیشہ ہر دو حقیقت وہ ایک شیخ الاسلام ہر نہ اکثر اور اگر اور فقہاء میں تو وہ
 اکثر نہیں بلکہ اقل ہیں معترض نے اس دعوے پر کہاں صحوین بالاتفاق افطار
 فکر کیا چاہیے جہاں اس کتاب کی کہیں اشتباہ خموی عن الذخیرہ جامع الرموز توبہ الیہ
 رد مختار طحاوی فقط شبہا میں بیسأله علی الاطلاق ہر نہ متعذر بحال صوفیہ لہجہ
 بل علیہ خموی میں یہ قول ذخیرہ عن شیخ الاسلام شمس لائے نقل کیا ہوا اور توجہ کیسی
 بیان نہیں کی توبہ لا ابصار کا اسناد را کہ خود صاحب نے مختار نے کیا ہوا دوحہ
 و طحاوی میں خلاف دعوی معترض مرقوم ہر اب فقط قول صاحب جامع الرموز بقی
 رہا او میں صراحت حال صحوین اتفاق مذکور نہیں المعرض دعوی مذکور پر معترض کوئی دلیل
 صریح و مطابقی بیان نہ کر سکا و اقلہ خلاف وہو خلاف تصریحات القوم قال
 سبحان عدہ علامہ اتنا نہیں سمجھتے کہ استاد علامہ نے جواب جبریل نزل لکھا تھا
 والا جواب لہ ہی تھا کہ قول عدل و بیت اہل میں شرط ہی ہو یہ مقود فیما لم یضیہ
 کما لا یخفی اقول اولاً استاد علامہ نے جواب میں یہ کی طرح کا اشارہ
 طرف نزل کے نہیں کیا اور شہادت مذکورہ پر کچھ بحث نہیں کی پھر جواب اول
 اہم فی اہل الشاہد کہ جو ٹکڑا تھا تاہنا یہ توجیہ القول بالایضیٰ بحالہ ہر استاد علامہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيد المرسلين محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الطاهرين

موصوف بن عبد گاه بن علی رؤس الاشهاد مکرم قضاے ایک روز کا سب کو دیا گیا
قبول شہادت مذکور پر ثانی اسناد ملازم موصوف نے شہادت بھری بن نصیح جو
مسالہ مذکور غرضاتی ہو اور اوپر مہر اپنی ثبت کی ہو یعنی بعد ثبوت رمضان مجہود احد
مدل یا مستور احوال اور گذر نے میں ان کے اگر رویت ہلال ثوال بسبب بار غیر
نمونہ افطار کرنا چاہیے اور قضا ایک روز کی رکھنا چاہیے باقی رہا شبہ فقہان
عدالت رانی ہلال مذکور سالہ مسطورہ میں اثبات و سکاؤ نہ معترض ہو انقض وجہ
اتم ظاہر ہو کہ مدار تحریر معترض کا نوہائے ضعیفہ و تخيلات خفیر ہو جس اور اس پر یہ تفاخر
کہ اس کا کہ آخرین لکھا ہو و لعل الحق لا یجاوز علمہ ہلکم حفظنا قال
فتاویٰ لا تشفع و علیہ ان لا تتبع الهوی اقول انما امرؤن الناس بالذی
و تشون انفسکم الا یہ معطوما توفیق الا بالله المحیب علیہ توکلت والیہ
انیب حررت ہذہ الوریقات للاحی بعض الجہین و اصرار بعض المصلین و آخر دعوانا ان الحمد
لہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحابہ جمیعین الی یوم الدین
و اما بعد الراعی منقرۃ المد القوی محمد عبدالغفار الکفوی نجب و ازاد العلوی عن ذنبی اخی
و اخی و صانعی من شرک غبی و عوی قد تم ملک فی فاس الحرم سنہ ۱۲۹۹
بعد الالف و المائتین من ہجری سید القلیل علیہ الصلوٰۃ و السلام من الشرف و الامین
خاتمہ لطیف احمد سواد کہ مجہود خادای علیہ السلام کا پوچھو و دینی و جویاں و دیونہ و سہاؤ
و کوئی حیدر باجوہ و مشورہ و بیاض جہاں بیاضین مطیع نظامی وقت کا پورہ میں عشرہ اول
ماہ مبارک ربیع الاول ۱۲۹۹ھ جو کہ حسن نظام حافظ محمد ابو سعید نظامی صاحب مطبوعہ ہوا

موصوف بن عبد گاه بن علی رؤس الاشهاد مکرم قضاے ایک روز کا سب کو دیا گیا
قبول شہادت مذکور پر ثانی اسناد ملازم موصوف نے شہادت بھری بن نصیح جو
مسالہ مذکور غرضاتی ہو اور اوپر مہر اپنی ثبت کی ہو یعنی بعد ثبوت رمضان مجہود احد
مدل یا مستور احوال اور گذر نے میں ان کے اگر رویت ہلال ثوال بسبب بار غیر
نمونہ افطار کرنا چاہیے اور قضا ایک روز کی رکھنا چاہیے باقی رہا شبہ فقہان
عدالت رانی ہلال مذکور سالہ مسطورہ میں اثبات و سکاؤ نہ معترض ہو انقض وجہ
اتم ظاہر ہو کہ مدار تحریر معترض کا نوہائے ضعیفہ و تخيلات خفیر ہو جس اور اس پر یہ تفاخر
کہ اس کا کہ آخرین لکھا ہو و لعل الحق لا یجاوز علمہ ہلکم حفظنا قال
فتاویٰ لا تشفع و علیہ ان لا تتبع الهوی اقول انما امرؤن الناس بالذی
و تشون انفسکم الا یہ معطوما توفیق الا بالله المحیب علیہ توکلت والیہ
انیب حررت ہذہ الوریقات للاحی بعض الجہین و اصرار بعض المصلین و آخر دعوانا ان الحمد
لہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحابہ جمیعین الی یوم الدین
و اما بعد الراعی منقرۃ المد القوی محمد عبدالغفار الکفوی نجب و ازاد العلوی عن ذنبی اخی
و اخی و صانعی من شرک غبی و عوی قد تم ملک فی فاس الحرم سنہ ۱۲۹۹
بعد الالف و المائتین من ہجری سید القلیل علیہ الصلوٰۃ و السلام من الشرف و الامین
خاتمہ لطیف احمد سواد کہ مجہود خادای علیہ السلام کا پوچھو و دینی و جویاں و دیونہ و سہاؤ
و کوئی حیدر باجوہ و مشورہ و بیاض جہاں بیاضین مطیع نظامی وقت کا پورہ میں عشرہ اول
ماہ مبارک ربیع الاول ۱۲۹۹ھ جو کہ حسن نظام حافظ محمد ابو سعید نظامی صاحب مطبوعہ ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيد المرسلين محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف کا چاند حالت بارش میں بطور رسمی ایک شخص کی گواہی سے ثابت ہوا اب بعد کہ رعایتیں روئے حالت بارش میں اگر طالع خوال نظر آئے تو اسے تو افطار جائز ہو یا نہیں یہ دینا بالکتاب تو جرحاً عند اللہ الہو یا۔

هو المصوب

محببتك لا علم لنا الا ما علمنا انك انت العليم الحكيم صورت سوال
میں اگر یہ فقہ کا اختلاف ہو مگر راجح اور مفتی یہی معلوم ہوتا ہو کہ افطار چاہے چاند عالمیہ
میں ہو اذا صاموا بشهادة الواحد او اثنین یوثقوا ولم یروا هلال شطل لا یحرمون فیما
روی الحسن بن علی بن حنیفة رحمہما اللہ للاحتیاط وعن محمد بن اسمعیل عن ابي التبیان و
فی غایۃ الیمان قول محمد بن اسمعیل کذا فی النہایة الخاق وقال شمس لا یمکن العلم بالحدوث
فیما اذا المرور اهل شوال ولسا مع صحیفة فاما اذا كانت متعینة فانهم یطرون بالاحلاق کذا
فی الذخیرة وهو لا یشبه هکذا اقل التبیان انتهى مالگیری کی عبارت سے واضح ہو اگر صاحب
غایۃ البیان امام محمد کے قول کی تصحیح کرتے ہیں اور صاحب نہر او سکونہ تسلیم کرنے میں اور صاحب
تبیین اسی امام کو شبہ کہتے ہیں اور مالگیری میں نہیں اقوال کا منقول ہونا جیسے بخوبی ظاہر
کہ مذہب صحیح اور مفتی بہ حالت بارش میں افطار ہو اس امر کو بخوبی ثابت کرنا ہو کہ جاسعین مالگیری کے
تزدیکہ ای مذہب کو ترجیح ہو ورنہ مجھ تک یہ سہر جرح کرتے باقول مخالف نقل لکھ لکھ کی تائید کرنے
اور مولانا بکر العلوم کنوی المرکان اربعین شیعین اور امام محمد رحمہما اللہ کا اختلاف نقل کر کے
امام محمد کے قول کو لکھتے ہیں وہ اقوال رفیع اور سموی نے شیخ الاسلام کا نقل کیا ہے میں بعد نقل

اور یہ امام
علیہ السلام
بانتظار فقہ
امام محمد
نزدیک
مستند
میں فقہار
ہو

گماہد فی الیامینہ قولہ محمد بن علی قال لا مشابہ انکانتا ساء معصیۃ لا یظہر
 لظہور الغلط وان کانت متعینۃ یفطرون لعدم ظہور انتہی اس جبارت معلوم ہوا کہ
 صاحب بیانہ اور شلن کے نزدیک نہیں صحیح اور مفتی بہ یہی ہے کہ حالت ہر مین افطار کرے اور
 عمومی کا اولاد خیر سے فقط اختلاف بیان کرنا اور آخر میں وہ قول نقل کرے کہ چھین حالت ہر مین
 افطار کو ترجیح ہے اس امر کو ظاہر کرنا ہو کہ اس کے نزدیک بھی اسی مذہب کو ترجیح ہے اور نہ ہی
 شرح کثرین بعد بیان اختلاف گماہد ولا مشابہ انکانتا ساء معصیۃ لا یظہر لظہور
 خلطہ وانکانت متعینۃ یفطرون لعدم ظہور الغلط انتہی اور کسی قول کو تسلیم کرنے سے فقہا کی
 عرض ہوئی ہو کہ یہ قول مفتی بہ ہی چنانچہ عمومی نے شرح اشیاء میں گماہد معنی قولہ ولا مشابہ
 انہ اشبہہ بالنصوص والایۃ والراجح دراید فیکون الفتوی علیہ کذا فی قضاء البزازیہ انتہی
 اقصایا ہی رد التمارین ہر ان اقوال سے تبصیر صورت مسئلہ میں افطار کا راجح اور مفتی بہ ہونا
 ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ فقہاء کے نزدیک ازراہ نقل و عقل ایکو ترجیح ہی چنانچہ نقل کے
 اعتبار سے اسکا راجح ہونا آگے بیان کیا جا گا اور عقل کی رے سے اسوجہ سے ترجیح ہے کہ اس صورت
 زکوٰۃ میں بعد تیس روز کے افطار کیا جا تو قضاے قاضی کا فسخ لازم آئیگا جب تک شخص کی شہادت
 سے قاضی نے شہادہ حکم کر دیا اور رضایت کے ثبوت کو مان لیا تو غنیمت یہی کہدیا کہ اگر قضا
 کی اونیس کو چاند نہ تو بعد تیس روز کے افطار کرنا چاہیے کیونکہ کوئی مہینہ تیس روز کا نادر گاہین
 ہوتا ہے جب تیس روز توڑا ہو گئے تو بموجب قضاے سابق افطار ضرور ہو گیا اب اگر افطار
 کا حکم نہ آیا جا تو قضاے قاضی کا فسخ لازم آئیگا اور یہ بات قضاے قاضی بہت ضروری
 چنانچہ تفسیر کتب فقہ پر پوشیدہ نہیں ہے علامہ زین بن نجیم صاحب البحر الرائق رسائل وغیرہ میں کہتے
 ہیں ان القضاء لا یقضی الا بالظاہر والظاہر انما یبطل بالظاہر والظاہر انما یبطل بالظاہر

ذونوین تک بھی اسوجہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں افطار کا تو یہی جتنے ہیں مگر مطلع صاحب کی تقریر پر ہر
 ظاہر ہوتا ہے کہ نقیضاً قاضی ایک امر غلط پر ہوئے اسوجہ سے نہیں اسوقت اسکا احباب نہیں تھے اور
 جب مطلع صاحب نہیں ہو تو کوئی وجہ یہی نہیں پائی جاتی جسکی وجہ سے نقیضاً سابق غیر متبر تھم لائی جائے
 اور صحتاً درمختار اور شامی و طحاوی کے کلام سے صورت مذکورہ میں افطار کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ
 صاحب مختار نے اولاً لائق کا قول منع النفا سے نقل کیا ہے میں حالت غیر میں عدم افطار کو ترجیح دی ہے
 اور محل اختلاف اسی حالت کو قرار دیا ہے پھر اوسے استدراک کے کمال ابن کمال نے ضمیمہ سے حالت مذکورہ
 میں اتفاق نقل کیا جس سے یقیناً ثابت ہوا کہ حالت غیر میں اختلاف بیان کرنا اور عدم افطار کو ترجیح دینا
 منظور نہیں ہے کیونکہ اس حالت میں جب کثرت افطار برائے اتفاق ہو تو لامحالہ مذہب صحیح اور مفتی یہی ہوگا
 اور پھر اس مذہب کے مفتی یہ ہیں جو جسے پہلے ضمایا بیان کیا تھا زلیلی کی عبارت نقل کر کے صراحتاً ذکر کیا
 اور اوسکی تائید کی اس طرز بیان میں بنظر انصاف غور کیجئے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب مختار اوسی مذہب
 راجع قرار دیتا ہے جسے زلیلی نے راجع قرار دیا ہے اور اگر اس سلب سے قطع نظر کے یہ کہا جائے کہ صاحب مختار
 کی غرض نقل عبارت ابن کمال و زلیلی سے صرف بیان اختلاف ہو تو یہ کہا جاسکا کہ صاحب مختار کے
 قول سے کسی مذہب کو ترجیح معلوم نہیں ہوتی پس اسکا قول کسی کے لیے حجت نہ ہوگا کیونکہ یہ خیال نہ ہو کہ
 صاحب مختار نے مطلقاً عدم افطار کو علی الذہب کہا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً عدم افطار
 صاحب مختار کے نزدیک صحیح ہے اوسو اسے کہ علی الذہب کی تصریح صاحب مختار نہیں کرتا بلکہ ابن
 کا قول اس کے کتاب منع النفا شرح تنویر الابصار سے نقل کرتا ہے اور اسی واسطے کہتا ہے کہ ذکر المصنف
 و عبارتہ کہذا ولو صاموا بقول علی الحدیث يجوز و غیر مالا لافطر لایحیل علی المذہب بخلاف اجماع کمال
 ذکر المصنف لیکن نقل ابن کمال عن الذخیرۃ انہ لم یحلال الفطر لافطر لایحیل علی المذہب بخلاف اجماع کمال
 حل اولیٰ اور علامہ شامی کے نزدیک حالت بر میں افطار کا راجع ہونا عبارت ظاہر سے بچہ وجود ثابت

کتب نقل
 ابن کمال
 ص ۱۱۸

ہر قول کہ کس قدر غرض ہے کہ بیشتر ثبوت رمضان ضمایم و ن شہادت جمع کثیر کے صحیح قرار دیکر مسئلہ
 حلت افطار شہادت واحد اس کی نظیر بیان کی ہو اور وہ پہلا قناری جو جس سے صاف ظاہر ہو کہ اس
 نزدیک ممتنع حلت افطار ہو ہوا و نظیر ہما سند گزرا تھا تو متعدد رمضان و لم یصل الی الفطر
 للعلیہ یحل الفطر وان ثبت رمضان بشہادۃ واحد لقوت الفطریۃ کا ان کا لایست قصدا الا
 بالعدۃ والعدۃ عندنا مظهری دوم کہ صاحب تہذیب الاصول کے قول کی تائید صلاہن کی بلکہ جو
 مذہب مخالف اس کے شائع نے استدراک کر کے بیان کیا تھا اس کی دو طرز تائید کی ایک توفیۃ البیان
 سے ترجیح حلت افطار کی نقل کی دوسرا اتفاق حلت افطار پر ذیخو وغیرہ سے نقل کیا عبارت اس کی یہ ہو
 قول لکن اگر استدلال علی ما ذکر المصنف من ان خلاف محمد فیما اذا غم ہلال لم یطربان مضمون ہر قول اخیر
 و لکن فی المعبر عن الجہل ان حل الفطر من خلاف و انما الخلاف فیما اذا غم الفطر و لم یصل الی الفطر عندہما
 یحل الفطر عند محمد یحل کما قالہ فیقول لا یحل و ہر شہادت فی الامداد قال فی غایۃ البیان
 وجہ قول محمد و ہوا لاجل ان الفطر ثابت بقول الواحد ابتداء بل بناء و تبعاً فکون شئی مثبت ضمناً
 ولا یثبت قصداً و مثل عند محمد فقال ثبت الفطر بحکم القاضی لا بقول الواحد انتہی جس سے کہ اس کے
 بعد ہی دوسرے قول میں تصریح اختلاف کی نفی کی چنانچہ اس کا ذکر کر کے آیا کہ او طوطاوی بھی اسی مذہب کا
 پسند یہ ہونا نور الایضاح سے نقل کئے ہیں چنانچہ قول شائع ان غم ہلال الفطر حل اتفاق کے بعد
 ہیں ہوا الذی تصادف فی نور الایضاح انتہی ظاہر ہو کہ اگر طوطاوی کے نزدیک م افطار کو ترجیح دینی ہو
 قول نقل کرتے جس سے عدم افطار پسند یہ ہونا ثابت ہوتا یا اس قول پر کچھ جمع کرتے ہیں ان کے بغیر علی البیان
 المصنف ان قول صحیحہ اگر کوئی ثابت ہو کہ فقہ کے نزدیک حالت برین افطار کو ترجیح ہو باقی رہا کہ
 بقول شہادت کا یہ نقطہ امام محمد کا کہیں بھی خلاف دہشت بخیر اللہ و حلولی تو تصریح اتفاق اس کا
 بیان کرنے میں چنانچہ عمومی و شامی و طوطاوی وغیرہ اکثر فقہاء اسکی تصریح کرتے ہیں اور قاضی حاکم

بھی یہی بات ثابت ہوتی ہو کہ یہ کذبہ اختلاف کو حالت صحت سے مفید کہتے ہیں اور اپنے فتاویٰ میں کہتے
 ولو قضوا لخاصہ بشهادة الواحد علی حلال رمضان فصاموا فثلاثین یوما ولو رده الملال والسمام
 صحیحہ ذکرنا ان علی قول ابن حنفیہ لا یضرون من یحرم یطرون وبہ اخذ نصیر بن عیسیٰ ^۱ علی ش
 کا مفہوم مخالف صریح دلالت کرتا ہو کہ حالت عدم صحومین کا ضیق ان کے نزدیک اختلاف نہیں ہے اور نوٹ
 میں بھی صورت مسئلہ میں بالاتفاق مل فطریان کیا ہو اور اسکی شرح حرانی انفلیج میں اسکی قول محقق قرار
 دیا، و وجہ اہل سن مع الشیخ ہذا خلاصہ اختلاف فی حل الفطر اذا دام العدة وکان بالسما علة ولو وصلیہا
 ثبت موهضان بشهادة الغرض العدة کالعدا لاین اتفاقا علی تحقیق تنفی فی ما شیہ حرانی انفلاج للعلا ^۲ لایطاع
 قول اتفاقا علی تحقیق یجمع الی شہادة الغرض العدة ومقابل الخیو فان حل الفطر بشهادة الغرض قول محمد ^۳ انتہی
 اور علامہ مصطفیٰ ابن ابی عبد اللہ الطائی کثر البیان میں کہتے ہیں ولا خلاف فی حل الفطر اذا کان بالسما
 علة ولو ثبت موهضان بشهادة الغرض انتہی اور علامہ شامی بھی اتفاق کی تصریح کرتے ہیں طبع کر پہلے تو محل
 اختلاف حالت عیم کہ مصنف نے بوالابصاء کے قول پر مبنی رکھا اور کھلا یہاں محل الخلاف علی ذکر المصنف اور پھر
 ذخیرہ اور خارج سے حالت عیم میں اختلاف نقل کیا جیسا کہ عبارت منقولہ سابقہ سے ظاہر ہو اور اس کے بعد
 لکھا فیم حل فی الاملا ما فی غایۃ البیان علی قول محمد بن الحلال اذا غم شطل بناء علی تحقیق حل الفطر اذا کان بالسما
 وقد علمت ^۴ وحتیٰ فی غایۃ البیان فی غیر محل لانه ترجمہ ہوا موثق علیہ ^۵ اس عبارت میں قول
 وقد علمت ^۶ کہ سابقہ دلالت کرتا ہو کہ علامہ شامی کے نزدیک حالت عیم میں اختلاف نہیں ہے اس بیان سے
 واضح ہو کہ شمس الانوار قاضی حالت عیم میں حل فطریہ باتفاق ائمہ ثلاث نقل کرتے ہیں اور صاحب الفیہ
 اور حرانی انفلاج اور علامہ مطہری اس اتفاق کو مسلم کہتے ہیں اور محقق بتاتے ہیں اور صاحب کثر البیان اور علامہ
 شامی بھی اتفاق کی تصریح کرتے ہیں بیان یہ ابھی سلیم ہوا کہ علامہ شامی و حرانی کی شرح میں حالت عیم میں اختلاف
 کو صریح کیا ہو اور کہا ہو کہ وہم حل الفطر والسمام فید کہ جعل فی خلافہ ^۷ خلاصہ انما موقوفہ انتہی

اس سے یہ بیان کرنا چاہیے کہ طحاوی کے نزدیک حالت غیم میں اتفاق طہرین کے خلاف تمام طحاوی
 کی غرض صرف بیان طلب بصف معلوم ہونا ہی نہیں بلکہ غیم کی قید ایسے نام کی ہو کہ اختلاف
 شیخین و امام محمد بیان کیا ہو اور اختلاف نورانی کے نزدیک حالت غیم میں غرض جیسا ہو کہ شیخین اتفاق
 سے ظاہر ہو حاصل طحاوی کے قول لا اختلاف انما هو فیہ مطلق نہیں ہو بلکہ حال ذکر المصنف
 کی قید و سبب ضروری ہو و حاشیہ عراقی اختلاف میں اسکو خلاف نہیں کہنا صحیح ہو گا اقدار اسی اور
 کی شرح سے بھی ثابت ہونا ہی کیونکہ قول مذکور کے بعد جو حالت غیم میں اتفاقاً ملت افطار کی نولاً فیض او
 اعداد القل سے تلمیذ کی ہو و عبارت ہذا قول ان غللاً لظفر حال اتفاقاً طحاوی امر تضاد فی نور لا یضطر
 و حرر قلمہ الفتح و نقل عن الخواص ان خلاف محض فیما اذا العید و اعلان شوال السامع صحیحہ انہی بیان
 اس امر کو ثابت کرتی ہو کہ طحاوی غمنا اتفاق ہو کہ لا یخفی علی المتامل آجین بیان کا ہر دو تین کے صوت
 مسئلہ میں بالاتفاق ملت انظار بیان کیا تو صاحب بر الا بصار و روستانی کی مخالفت صحیح ہے یہ اتفاق
 باطل نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ یہ دونوں صاحب طبقہ سابقہ فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں و شمس الملامہ اور فاضل
 مرتبہ ثالث فقہاء میں معدود ہیں علمائے ائمہ معتدنی السائل قرار دیا ہی چاہئے رد المختار میں تصحیح و البتہ
 صاحب خیر و کمال غیم میں اختلاف نقل کرنا قابل غور ہو سکتا ہو مگر صاحب خیر نے اختلاف مذکور بیان
 کے بعد مؤخر لاء کا قول نقل کیا ہو اور کچھ سیکو ترجیح نہیں دی اسوجہ صاحب خیر کے قول سے اس لاء کا
 قول مرجح نہیں ہو سکتا اور اگر یہ کہا جائے صاحب خیر نے حالت غیم میں اختلاف کو مطلق چھوڑ دیا کسی نقل
 کی طرف نسبت نہیں کی جیسا کہ موصی ظاہر ہو چکے عطف کے لکھا و قال الخواص انہ اس سے معلوم ہو کہ سبلا
 قول اکثر کا ہو اور اکثر کا قول مستور ناچا خصوصاً نقل میں جہاں سبلا کا ہو مانا جائے صاحب خیر نے
 حالت غیم میں اتفاق کو نقل لاء کی طرف منسوب کیا اگر اختلاف کو بھی شیخ الاسلام کی طرف منسوب کیا ہو اور لکھا
 ذکر شیخ الاسلام فی شہادۃ الشہادۃ الواحد لا یثبت علی لال رمضان عندنا لا تصحح السامع صحیحہ

قبل لفظی شہادۃ الناس بالصوم خلا القوالین لیسوا غم علیہم حلال لیسوا حلالا بوجہ صیغۃ الیوم
 رحمہم اللہ تعالیٰ صحت من الغد ان کان یوم الحادی الثمین ولا یفطران وقال محمد بن یحییٰ و
 قال شمس لا حلیۃ للحالی رحمہ اللہ هذا الاختلاف فیما اذا المرید واحلال شوال السماء صحیحۃ فلما اذا کان
 متعجۃ فانہم یفطران بلا خلاف اتفقوا من یومین قول اول کی نسبت اکثر کثیر ثابت نموی اور محمد
 صاحب خبر کا پورا قول نقل نہیں کیا اصل کتاب کی عبارت اس طرح ہے صلیح یہ نقل کی گئی تھوڑی
 یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی نقل کو قائل کثیر نسبت نہ کرنے سے نہ تو یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ قول اکثر کا ہو
 اور نہ عبارت ذخیرہ میں قال الحالی کا مطلق اس امر کو مقتضی ہے کہ مسطور علیہ قال اکثر نون محذوف
 بلکہ صرف مسطور علیہ کا مقتضی ہے اور وہ اقضا اس طرح بھی پورا ہو سکتا ہے کہ مسطور علیہ قال اکثر نون محذوف
 اسوجہ ترجیح ہو کہ رفع ضرورت ہی قدر ہو سکتی ہے اور جب رفع ضرورت ہی قدر ہو گئی تو بضرر نہ کا
 ثبوت بلا ضرورت رہ گیا اب اس کے ثبوت کے لیے دلیل ہونا چاہیے اس قدر پران دو نون لونی
 یہ فرق البتہ نکال کے پہلے قول قائل تو مجہول الحال ہے اور دوسرے قول کا قائل معلوم ہے کہ ہر شخص مجتہد فی
 ہے پھر ایسے معلوم الحال کے قول پر مجہول الحال کے قول کو کون کون ترجیح ہو سکتی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حسن
 بن یزید امام عظم سے مطلقا عدم فطران صورت معلومہ میں روایت کرنے میں چنانچہ ہادیہ میں جو غم اذا قبل
 الامام شہادۃ الواحد و صلحہ الثمین یوم لا یفطران ہمارے وی الحسن بن ابی حنیفۃ الاحتیاط
 ولان لفظ لا یفطران بشہادۃ الواحد و عن محمد انہم یفطران و یثبت الفطران علی ثبوت ثلث
 بشہادۃ الواحد و انکان لا یثبت بہا ابتداء کا مستحق الامار بن بناء علی الفیث الثابت بشہادۃ
 القاطبۃ اتفقوا اور ایسا ہی لیکری میں ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور حبیب بن زیاد نے مطلقا عدم فطران
 روایت کیا تو معلوم ہو گیا کہ حالت نیم اور حالت صبح دونوں میں امام عظم کے نزدیک فطران نہیں ہے اور
 حسن بن زیاد کی روایت شمس الامانی کے مخالف ہوئی تو امام حسن بن زیاد کی روایت کو ترجیح دینا چاہیے

لیکن حسن بن یحییٰ صاحب حدیث کے شاگرد ہیں اور اس انس کی چوتھی صدی میں پیدائش ہو سکتا ہے جو کہ
 شمس المیزانی نے شخص نہیں بیان کیا اور اس کا قول بلا ضرورت شدید لاینبأ بہ کہ وہ آیا ہو جس سے ضرور
 کہ عمل جہانک نکل ہو وہ نون ہوا تو نہیں طریق دینا چاہا۔ البتہ اگر تطبیق نہیں کیے اور وقت پر صحت
 ہو جس کا اصل کا قاعدہ ہو اور یہاں تطبیق ظاہر ہو کہ حسن بن یحییٰ کی روایت کو قیام کر دیا گیا اور کیا
 ہمارے کہ عدم افطار حالت صحو میں متصور ہو اس توجیہ سے کسی کے قول کا اہمال لازم نہیں آتا اور نیز کہ
 ایک فعل کا اہمال لازم آجیگا والاعمال اولیٰ من الایمال عقلا وہ اس کے علامہ مصطفیٰ بن ابی عبد اللہ نے
 کثر البیان میں روایت حسن کو تصحیح حالت صحو سے مفید کیا جو عبارت ہذا فاذا تم العن بشہادۃ خیر
 ولو رد حلال العطر والسماء صحیحہ لا یجب العطر والاحسن من الامام وهو قول ابی یوسف
 ومثل عنہ محمد فقال ثبت للعطر حکم القاضی لا بقول الواحد فی خایۃ الیہ بیان قول محمد
 علیہ السلام اور علامہ طحاوی کا اتفاق کو مسئلہ مذکورہ میں محقق قرار دینا بھی اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ حسن
 کی روایت عقیدہ پرچون جہتہا عقل بھی یہی ہے اور بعض علمائے تصحیح سے بھی ثابت ہوا کہ حسن کی روایت
 مطلق نہیں ہے بلکہ حالت صحو سے مفید ہو پھر کیا وجہ ہو کہ بعض نے روایت کو جو مطلق روایت کیا ہے اس کو
 اطلاق کی اس قدر رعایت کی جاوے بعض کا ہر کی تکذیب لازم آئے اور اس کا قول لاینبأ بہ ہر حال
 احاصل بیان سے عقلا اور نقل اس لئے نقل کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور اس علم حقیقت کا
 جب مسئلہ مذکورہ میں اتفاق نہ تھا محقق اور راجح ٹھہر تو یہ شبہ بالکل رفع ہو گیا کہ علت افطار
 بامام محمد کا نہ ہے اور درست افطار نہیں کا قول ہے اور شامی اور طحاوی ابھر المراتب سے نقل کرتے
 ہیں المیزانی عندنا لا یقتضی وجعل الا بقول الامام الا عطر ولا یبطل حذوہا لک
 ابو قول احمد مالاً بضرۃ کما مسئلہ المناہضۃ وان صححہ للشانغبان القنوی علی قولہ
 القنوی نہیں ہے عند الاختلاف امام صاحب ہی کے قول پر قنوی دینا درست ہے اگر یہ صاحب

ایک طرف ہوں اور شریعت نے ایک قول پر فتویٰ بھی دیا جو جو سخت امام صاحب کے ساتھ ہو
 بھی ہوں تو بطریق اولیٰ اس کے خلاف پر فتویٰ دینا جائز نہ ہوگا اگر فرض شدہ بر تقدیر ثبوت اتفاق
 نوواردی نہیں ہوتا اور اگر اتفاق ثابت نہ ہو تو بھی حکم علی الاطلاق صحیح نہیں ہو سکتا بہت سے
 ایسے حکمینے جمیع امام صاحب کے خلاف پر فتویٰ دیا گیا ہے اور وہی اصول بہ اور مختار ہے چنانچہ ملاحظہ
 کتب فقہ پر پوشیدہ نہیں ہے اس واسطے علامہ شامی نے البحر الرائق کے قول مذکور کو کتاب القضاء میں
 رد کیا ہے اور لکھا ہے فی فتاویٰ ابن السبیل لا یعدل عن قول الامام الا اذا صح احد من المشائخ
 بان الفتویٰ علی قول غیرہ ویرید اسقط ما جہد فی البحر من علینا الافتاء بقول الامام وان
 افق المشائخ بخلافہ وقد اعترضہ محشیہ خیر الربیع بمسئلہ ان المفتی حقیقۃً ہو متبذل
 فکیف یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افق المشائخ بخلافہ ونحن انما نختار قوام لا غیر
 (الاقوال) قولہ معتمد مذہبہ ای الذی اعتمدہ مشائخ المذہب ووافق قول الامام او خالف
 مکاترناہ انفاً انتہی اور عبارت مذکورہ سے پہلے یہ بھی لکھا ہے ان الاصل هو ان المجتہد فی المذہب
 من المشائخ الذین ہم اصحاب الترجیح لا یلزمہ الاخذ بقول الامام علی الاطلاق بل علیہ النظر
 فللدلیل وترجیح ما رجع عندہ حلیہ ونحن ننتج ما حوجہ واعتمدہ ہمکما لو افترقا حیث انتم
 یہاں سے معلوم ہوا کہ جس قول کو شاخین مذہب ترجیح دیں ہم مقتدین کو اس کی اتباع چاہتے ہیں اگر
 قول امام کے خلاف ہو اور اصل افطار کو صورت سوال میں نتائج کی ترجیح ظاہر ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا
 البتہ جواب مذکور پر ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ صورت سوال میں افطار کا حکم دینا حکم متون کے خلاف ہے
 چنانچہ قاضی میں ہے وبعد صوم ثلثین بقول عدلین حل لفظ وبقول عدل لا لفظ اور ایسا ہی
 وقایہ راوی میں ہے ان متون میں صوت سوال میں علی الاطلاق عدم افطار کا حکم خواہ حالت غیم ہو
 یا نہ ہو اور بہت متون اور شرح میں بھی حکم جامع الرمز میں ہے وبعد صوم ثلثین بقول

واحدا ليل الفلك اذا صار كمنه واهل تقيم الساعات في التولين او لا قال محمد ولو تقيم الساعات فيها
 حال الفلك المائل في خلاف فيه واهل الخلاف فيما اذا حكمت في نظرها في النجاة انتهى مرقا واكثر
 وغيره من غير مطلقا من احوالها حكم ورجحان كقولهم سئلوا انوا بهر قوتى بيا بيا كيونك سوكو شريح نور فتاوى
 بر ترجيح جواب لم يوشى كوشون كوشون وغيره بر تقدم بران تون سكر او نقا يا وروقا يا وروقا يا وروقا يا
 بكلاس مقصود مقصودات متقدمين او اكار برناخرين بين فاضل بارون بن بهاول الدين فطوة كوشين
 كوشين اما المختصات التي صنفها خلائق الامامة وكبار الفقهاء الاجل المعرفين بالعلم والزهدة والفقرة
 والثقة في الرواية كالجعفر الطوسي والابن الحسن المكنى والحاكم المشهيد المسمى والابن الحسن قدس
 ومن في هذه الطبقة من علمائنا من موصوطة بضبط اقوال صاحب المذهب بجمع فتاواه الرواية
 في طبعات بمسائل الاصول وظواهر الروايات في صحتها وثقة رواياتها ونفي العتق عنها انتهى كالنصوص
 وانما المتقدمة على ما في الشرح وما فيها على الفتاوى وليس المراد من المتن الاختصاص بكونها من جملة
 الامامة والفقهاء الاجل اما المختصات التي جمعها للتأخرين كالوقاية الكثر والتفصيل غير ما كان عليها
 وان كانوا علماء عاصرين فضلا عن كمالين ليس بهذه المثابة من الثقة والفقاهة مع خلوصها عن
 والاسناد وعدم سلامتها عن نوع تغدير وخط وتقص في التعبير انتهى كذا في المنافع الكبير وكرر
 سئلوا من ارجى قايه وكره وغيرهما من حيثها كذا في مناسبت معلوم هو ان نوجو اسطر ديا بيا بيا كيونك سوكو شريح
 شريح وغيره بطلانها بين بل كذا في شريح كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين
 او اكر من بين من ترجع كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين كوشين
 بر حرجوا في المتن مقدم على الشرح وما في الشرح مقدم على ما في الفتاوى لكن هذا عند التقييم
 بتقييم كل من القائلين عدم التقييم اصلا ما لو ذكرت مسألة في المتن لم يجرى فيها التقييم بل حرجا
 بتقييم مقابلها فلو افاض العالم ما استمر حرج الدلالة بتقييم حرج ما في المتن فالتقييم التام في التقييم

